JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

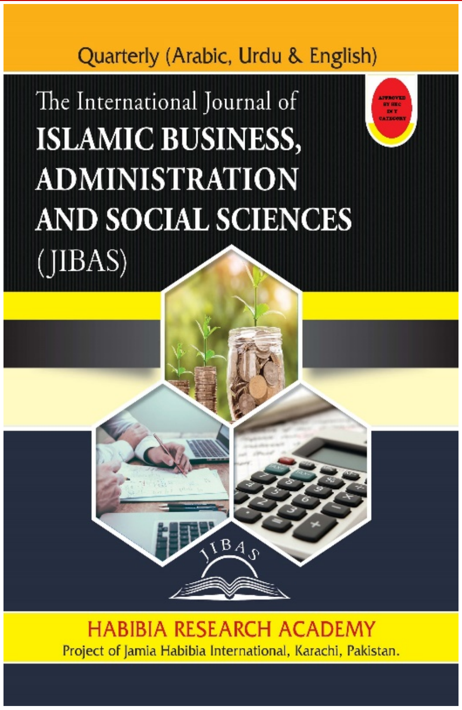

TOPIC:

RESEARCH REVIEW OF MAULANA ABUL KALAM AZAD'S TAFSEER TURJUMAN-UL-QURAN

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر "ترجمان القرآن" کا تحقیقی جائزہ

AUTHORS:
1. *Muhammad Rashid (lecturer) department Islamic studies University of Balochistan Quetta.*
2. *Dr shabir Ahmad, Assistant professor Islamic Studies Department BUITEMS Quetta.*
3. *Ulfat Hussain Lecturer degree College Mastung.*

How to Cite: *Rashid, Muhammad, Shabir Ahmad, and Ulfat Hussain. 2022. " RESEARCH REVIEW OF MAULANA ABUL KALAM AZAD'S TAFSEER TURJUMAN-UL-QURAN: مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر '' ترجمان القرآن '' کا تحقیقی جائزہ". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (2):85-96.*
URL: https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/69.
Vol. 2, No.2 || April –June 2022 || P. 85-96
Published online: 2022-06-30

QR. Code

RESEARCH REVIEW OF MAULANA ABUL KALAM AZAD'S TAFSEER TURJUMAN-UL-QURAN

مولاناابوالکلام آزادؒ کی تفسیر ”ترجمان القرآن“ کا تحقیقی جائزہ

Muhammad Rashid, Shabir Ahmad Ulfat Hussain,

ABSTRACT:
Mohi-ud-Din Ahmad alias Abu Al-Kalam 1305 AH was born in 1888 in Mecca. His father MaulviKhair-ud-Din Qadri was a Sufi saint of the Naqshbandi dynasty. His mother was from Makkah. He was eight years old when he came to India with his family in 1895 and stayed here. He received his early education from his father. The memory was of anger. He was a mujtahid in Islamic studies, played a leading role in the independence movement of India, was a blockbuster, and wrote many books. He suffered a stroke on February 19, 1958, and died on February 22, 1958. There are three objections to Maulana Azad's commentary on the spokesman of the Qur'an: (1) Maulana has left the commentary of verse "AyaqNaabad" of Surah Al-Fatiha to please non-Muslims. (2) The second objection has been raised that according to Maulana Azad, belief in Tawheed alone is sufficient for salvation, it is not necessary to believe in the belief in Prophethood. (3) The third objection has been raised that Maulana Azad is a believer in "unity of religions". That is, it is enough to believe in any heavenly religion for salvation in the Hereafter. MaulanaAbulKalam Azad was simultaneously a historian, narrator, writer and commentator of the Qur'an. Azad's translation of the Qur'an "Translator of the Qur'an" is a highly scholarly masterpiece due to its eloquence, politeness and literary flair and it is very easy to use and the objections raised against it are not based on fact but political. Opponents have political tactics.
KEYWORDS: *Education, Commentary, Religion, Masterpiece, Dynasty, Salvation*

تراجم وتفاسیر قرآن کا تاریخی پس منظر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور آپکی امت آخر الامم ہیں۔ آپپر نازل کردہ کتاب ”قرآن مجید“ آخری آسمانی کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی سماوی کتاب نے آنا نہیں۔ چونکہ قرآن آخری کتاب سماوی ہے، اس لیے اس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے : ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُون﴾(1) ترجمہ: ”ہم ہی نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“ حفاظتِ خداوندی کے اس وعدہ میں تحریف لفظی و تحریف معنوی دونوں سے حفاظت کا وعدہ شامل ہے۔ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿هُدىً لِلنَّاس﴾(2) ترجمہ: ”لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔“ ایک اور مقام میں ہے : ﴿انَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجراً كَبِيْرا﴾(3) ترجمہ: ”لاریب! یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے اور جو لوگ اس پر ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں، انہیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔“ کتابِ ہدایت کے ساتھ ساتھ قرآن عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ، عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِين﴾(4) ترجمہ: امانت دار فرشتہ اسے لے کر اترا ہے، اے پیغمبر تمہارے قلب پر اترا ہے تاکہ تم انپیغمبروں میں شامل ہو جاؤ جو لوگوں کو خبر دار کرتے ہیں، ایسی عربی زبان میں اترا ہے جو پیغام کو واضح کر دینے والی ہے۔

اور یہ فصاحت وبلاغت اس درجہ کی تھی کہ عرب کے فصحاء وبلغاء کو چیلنج دے کر اس کی مثل لانے کا کہا : ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُواْ بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُواْ مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾(5) ترجمہ: "کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ وحی (قرآن) اس پیغمبر نے اپنی طرف سے گھڑلی ہے ؟ اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ "پھر تو تم بھی اسی جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں بنالاؤ؟ اوراس کام میں مدد کے لیے اللہ کے سوا جس کسی کو بلا سکو، بلالو، اگر تم سچ ہو۔" ایک طرف قرآن کی یہ فصاحت وبلاغت دوسری طرف یہ دعویٰ کہ وہ "ھدیً للناس "یعنی انسانیت کے لیے سامانِ ہدایت ہے اور یہ بھی وہ جس شخصیت پر اترا ہے ،وہ "سب کا رسول ، رحمۃ للعالمین،بشیر ونذیر ہے :

(الف) ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً......﴾(6) ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کا رسول ہوں۔

(ب) ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾(7) ترجمہ: ہم نے آپ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت ورأفت بنا کر مبعوث کیا ہے۔

(ج) ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيراً وَنَذِيراً﴾(8) ترجمہ: "اور ہم نے آپ کو پوری انسانیت کے لیے بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔" اور اپنا مقصد نزول ""تدبر و تفکر" بتلاتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے : ﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ﴾(9) ترجمہ: "مبارک کتاب کو ہم نے اتاری ہے کہ تاکہ وہ اس میں تدبر و تفکر کریں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں۔" اس پر مستزاد یہ کہ اس میں غور وفکر اور تدبر نہ کرنے والوں کی مذمت بایں الفاظ بیان کی ہے: ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾(10) ترجمہ: "کیا وہ قرآن میں تدبر و تفکر نہیں کرتے ہیں، ان کے دلوں پر تالے پڑے ہیں۔"

تو اس کتابِ ہدایت سے جو فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے ، کس طرح ہدایت حاصل کی جائے ، جبکہ امت کی غالب اکثریت عربی سے شد وبد نہیں رکھتی ہے ، تو علماء ربانیین جو کہ انبیاء کے وراث وجانشین ہیں ، نے امت کی رہنمائی کے لیے قرآن مجید کو مقامی زبانوں کے قالب میں ڈالا تاکہ اس کتابِ ہدایت سے کماحقہ استفادہ کیا جاسکے ۔ برصغیر پاک وہند میں سب سے پہلے امام الہند شاہ ولی اللہؒ نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے قرآن مجید کو فارسی میں "فتح الرحمان بترجمۃ القرآن" کے نام سے ترجمہ کیا۔ اس کے بعد آپ کے فرزند ارجمند شاہ عبد القادرؒ نے موضح القرآن" کے نام سے قرآن کریم کا بامحاورہ اور شستہ وشائستہ اردو میں ترجمہ کیا اور کمال کا ترجمہ کیا۔ اس کے بعد آپ ہی کے چھوٹے بھائی شاہ رفیع الدینؒ نے پچاس سال قرآن مجید کے درس دینے کے بعد قرآن مجید کا تحت اللفظ اس طرح ترجمہ کیا کہ کوئی لفظ بھی زیادہ وکم نہیں ہے ۔ چونکہ یہ علم اَلسِنہ کا مسلمہ اصول ہے کہ کئی عرصہ کے بعد زبان میں تبدیلی آتی ہے ، مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ

زبان کے کلمات، امثال اور محاورات میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ برصغیر میں جب شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ پرانا ہو گیا اور محاورات وامثال تبدیل ہوئے تو امام الہند مولانا محی الدین احمد المعروف بہ "ابوالکلام آزادؒ" نے قرآن مجید کا ترجمہ "ترجمان القرآن" کے نام سے کیا ۔

تعارفِ مصنف : محی الدین احمد المعروف بہ ابوالکلام 1305ھ بمطابق 1888ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار مولوی خیر الدین قادری ونقشبندی سلسلہ کے ایک صوفی بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا تعلق مکہ مکرمہ سے تھا۔ آٹھ برس کی عمر تھی کہ 1895ء میں خاندان کے ہمراہ ہندوستان آگئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ابتدائی تعلیم والد ہی سے حاصل کی ۔ حافظہ غضب کا تھا۔ علوم اسلامیہ میں مجتہدانہ صلاحیت کے حامل تھے، تحریک آزادی ہندوستان میں قائدانہ کردار ادا کیا، بلا کے خطیب تھے، کئی کتابیں تصنیف کیں۔ 19 فروری 1958 کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور 22 فروری 1958 کو موت نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ ابوالکلام آزادؒ کے سانحہ ارتحال پر مشہور شاعر "شورش کاشمیریؒ" نے جو مرثیہ لکھا ہے، اس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں :

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہیں آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے، افق پر مہر مبین نہیں ہے
تری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے۔
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے
کئی دماغوں کا ایک انسان، میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے، زبان سے زورِ بیان گیا ہے۔
اتر گئے منزلوں کے چہرے، امیر کیا؟ کارواں گیا ہے۔(11)

ترجمہ وتفسیر قرآن کی ضرورت : مولانا ابوالکلام آزادؒ کو قرآن مجید سے خاص شغف تھا اور ہر وقت اس کے مطالعہ میں محو رہتے تھے اور یہ بات ذہن میں مرکوز کہ مسلمانوں کی بیداری میں قرآن پاک سے جتنا کام ہو سکتا ہے، وہ دوسری کتابوں سے ممکن نہیں، اس لیے قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر کی طرف متوجہ ہوئے اور ترجمہ وتفسیر لکھنے سے پہلے اس کی مکمل تیاری کی، چنانچہ لکھتے ہیں :" کامل ستائیس برس سے قرآن میرے شب وروز کے فکر ونظر کا موضوع رہا ہے۔ اس کی ایک ایک سورت، ایک ایک مقام، ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں قطع کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کیے ہیں۔ تفاسیر وکتب کا جتنا مطبوعہ وغیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ

اس کا بڑا حصہ میری نظر گزر چکا ہے اور علوم قرآن کے مباحث و مقالات کا کوئی گوشہ نہیں جس کی طرف سے حتی الوسع ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو...... میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی زندگی و سعادت کے لیے سرچشمۂ حیات، حقیقت قرآنی کا انبعاث ہے اور میں نے کوشش کی ہے کہ اس قسم کے فہم و بصیرت کا دروازہ ان پر کھل جائے"۔(12) مولانا آزادؒ نے قرآن مجید یا انسانیت کے لیے آخری پیغام ربانی کی ترجمانی واشاعت کے مہم سر کرنے کے لیے ذیل کی تین کتابوں کی تصنیف واشاعت کا پروگرام بنایا تھا:

۱-مقدمہ تفسیر: سلسلہ کی پہلی کڑی ہے جس کی بابت مصنف کا یہ بیان ہے کہ: قرآن کے مقاصد و مطالب پر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ مطالب قرآنی کے جوامع وکلیات مدون ہو جائیں "

۲-تفسیر البیان: یہ دوسری کڑی بقول مصنف "نظر و مطالعہ کے لیے ہے"۔

۳-ترجمان القرآن: تیسری اور بظاہر آخری کڑی ہے۔ بقول مصنف "قرآن کی عالمگیر تعلیم واشاعت کے لیے۔(13) سابقہ تراجم وتفاسیر کے ہوتے ہوئے ایک نئے ترجمہ و تفسیر کی ضرورت کیونکر محسوس ہوا۔ سو آزادؒ اس بارے میں لکھتے ہیں:" اس کی ترتیب سے مقصود یہ ہے کہ مطالب قرآنی کے فہم و تدبر کے لیے ایک ایسی کتاب تیار ہو جائے جس میں کتب تفسیر سی تفصیلات تو نہ ہوں، لیکن وہ سب کچھ ہو جو قرآن کو ٹھیک سمجھ لینے کی ضروری ہے......"۔(14) ایک اور تحریر میں لکھتے ہیں: اس تمام عرصے کی جستجو وطلب کے بعد قرآن کو جیسا کچھ اور جتنا کچھ سمجھ سکا ہوں، میں نے اس کتاب "ترجمان القرآن" کے صفحوں میں پھیلا دیا ہے"۔(15) ان کے علاوہ ابوالکلام آزادؒ کے مطابق "وضعیت و صناعیت، تکلف و تصنع، اسرائیلیات کا دخول، علوم اسلامیہ میں اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کے بعد، نئی جستجو اور نئے اجتہاد سے کنارہ کشی، اور تفسیر بالرائے کے معنی کو نہ سمجھنا اور اپنے مذہب و مسلک کی تائید میں قرآنی آیات کی کھینچ تان وغیرہ وہ اسباب ہیں جو فہم قرآن میں مانع بنتے ہیں۔ آزادؒ نے کوشش کی ہے کہ اس کا ترجمہ و تفسیر ان سے پاک ہو جیسا کہ آئے گا۔(16) ان کے علاوہ ترجمہ و تفسیر سے ایک مقصد اُن مدعیان اجتہاد کی غلط فہمی کا ازالہ بھی تھا جو اپنی من پسند تاویل کرنے پر خوش تھے اور اس کو دین کی ایک عظیم خدمت گردانتے تھے، چنانچہ مولانا آزادؒ اس بارے میں لکھتے ہیں:" مثلاً آج کل ہندوستان اور مصر کے بعض مدعیان اجتہاد و نظر نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ زمانۂ حال کے "اصول علم و ترقی" قرآن سے ثابت کیے جائیں یا جدید تحقیقات علمیہ کا اس سے استنباط کیا جائے۔ گویا قرآن صرف اس لیے نازل ہوا ہے کہ جو بات پرنیکس اور نیوٹن نے یا ڈراون اور ویلس نے بغیر کسی الہامی کتاب کی فلسفہ اندیشیوں کے دریافت کرلی، اسے چند صدی پہلے معموں کی طرح دنیا کے کان میں پھونک دے...... یقیناً یہ طریق تفسیر بھی ٹھیک ٹھیک تفسیر بالرائے ہے"۔(17) لیکن افسوس کہنا پڑتا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اس پیغام ربانی کی تبلیغ و نشر واشاعت کے لیے جو پروگرام بنایا تھا، اس میں

سوائے ترجمان القرآن کی پہلی دو جلدوں کے جو سورۃ المؤمنون (23) پر ختم ہوتی ہے، ترجمان القرآن کی تیسری جلدی، مقدمہ اور تفسیر البیان کا سراغ نہیں ملا ہے۔ شاید مولانا موصوف کو سیاسی مصروفیات، پے درپے دار ورسن کی چکر لانے کی وجہ سے مزید موقع نہ مل سکا کہ وہ ان کو قیدِ تحریر میں لائیں یا اکثر جیل کے سلاخون کے اندر بند ہونے، بار بار نظر بندی اور پے درپے کی جلاوطنی نے مولانا کو مسودے پر نظر ثانی کی اجازت نہیں دی۔ لہذا یہ جلد زمانہ کے بے رحم ہاتھوں سے دست برد ہوگئی اور بعد میں مولانا معلوم ہوا کہ مسودہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ مولانا آزادؒ کے قدر دانوں میں سے مولانا غلام رسول صاحب مہرؒ نے مولانا موصوف کی "الہلال" اور اور دیگر تحریروں سے قرآن مجید کے باقی پاروں کی آیات تلاش کر کے ان کو تفسیر ترجمان القرآن کا حصہ بنایا اور جو آیات اُن تحریروں سے نہ مل سکیں تو اسی طرز پر اپنی علمی محنت سے ان پاروں کو مکمل کیا۔ اس طرح مولانا آزادؒ کا پھیلا ہوا تفسیری کام مدون صورت میں سامنے آ گیا۔ بعد میں شیخ التفسیر محمد عبدہ اور مولانا ابو مسعود اظہر ندوی نے بھی ترجمان القرآن کی مکمل اشاعتوں کے لیے تدوین کا کام کیا۔ اس طرح کی ایک کوشش مولانا ابوالفضل نور احمد ڈائریکٹر حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ کراچی نے بھی کی ہے۔(18) ترجمان القرآن کے علاوہ ابوالکلام آزادؒ نے سورہ فاتحہ کی مکمل وجامع تفسیر "ام الکتاب" کے نام سے لکھی ہے جو کہ مطبوع اور متداول ہے۔ سورہ کہف کی بھی ایک تفسیر "اصحاب کہف اور یاجوج وماجوج" سے لکھی ہے جو کہ تحقیق کی ایک اعلیٰ شاہکار ہے۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ اس بارے میں رقمطراز ہیں: " مولانا ابوالکلام نے اس سلسلہ میں جو تحقیق فرمائی ہے، البتہ وہ ضرور قابل توجہ ہے، بلکہ دلائل وبراہین کی قوت کے لحاظ سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان کی تحقیق بلاشبہ صحیح اور قرآن کے بیان کردہ اوصاف اور تاریخی حقائق کی مطابقت کے پیش نظر ہر طرح لائق ترجیح ہے"۔(19) مزید یہ کہ " قرآن حکیم کی تین سورتیں ترجمہ وتفسیر کے نام سے آپ ہی کی تین سورتوں "تین، والعصر اور لیلۃ القدر" کے ترجمہ وتفسیر کو الگ بھی مدون کر کے شائع کیا گیا ہے(20)

آزاد کے ترجمۂ قرآن اور تفسیر کے خصائص وامتیازات

1- سہل وسلیس ترجمہ: ترجمہ میں علامہ آزادؒ نے انتہائی سہل وسلیس طریقہ کو اپنایا ہے۔ ترجمہ میں البلاغ والہلال کی گھن گرج دکھائی نہیں دیتی، عربی وفارسی کے استعارات اور صعب الفاظ کے استعمال کرنے سے حتی الوسع گریز کیا ہے۔ کوشش کی ہے کہ زبان ہلکی پھلکی اور رواں دواں رہے کہ ہر شخص پڑھ کر آسانی کے ساتھ سمجھ لے، چنانچہ خود لکھتے ہیں ":میں نے یہ مطلب اسی سادہ طریقے پر بیان کر دیا ہے جو قرآن کے بیان وخطاب کا طریقہ ہے"۔(21) ترجمہ کر کے اس کا تجربہ کر لیا کرتے تھے کہ اردو پڑھنے والے اس کو روانی سے پڑھ سکیں گے یا نہیں، پڑھ کر سمجھ لیں گے یا نہیں؟ چنانچہ لکھتے ہیں: "میں نے تجربے کے لیے سورہ بقرہ کا مجرد ترجمہ ایک پندرہ برس لڑکے کو دیا جو

اردو کی آسان کتابیں روانی کے ساتھ پڑھ لیتا تھا پھر ہر موقع پر سوالات کر کے جانچا۔ جہاں تک مطلب سمجھ لینے کا تعلق ہے، وہ ایک مقام پر بھی نہ اٹکا اور تمام سوالوں کا جواب دیتا گیا۔ پھر ایک دوسرے شخص پر تجربہ کیا جس نے بڑی عمر میں لکھنا پڑھنا سیکھا ہے اور ابھی اس کی استعداد اس سے زیادہ نہیں کہ اردو کے تعلیمی رسائل بہ آسانی پڑھ لیتا تھا۔ یہ تین جگہ تین فارسی لفظوں پر اٹکا، لیکن مطلب سمجھنے میں اس سے بھی کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی۔ میں نے وہ الفاظ بدل کر نسبتاً زیادہ سہل الفاظ رکھ دیئے"۔(22)

2-مختصر، مگر جامع ومانع تشریحی نوٹ: مولانا سلیس وآسان ترجمہ کے ساتھ ساتھ جہاں یہ محسوس ہوا کہ پڑھنے والے کو کوئی الجھاؤ پیش آسکتی ہے، وہیں مختصر مگر جامع نوٹ لگائے تاکہ اس کی الجھن کو سلجھایا جاسکے، چنانچہ خود لکھتے ہیں: "کام کی علمی نوعیت کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کے جس قدر اردو، فارسی ترجمے موجود ہیں، سامنے رکھ لیے جائیں۔ نیز قدیم تفاسیر میں سے بھی چند مقبول ومستند تفسیریں اٹھالی جائیں یا کم از کم تفسیر کبیر ہی منتخب کرلی جائے کہ تفسیری مباحث میں متأخرین کا منتہائے نظر وکاوش وہی ہے، پھر کم از کم کسی ایک سورت کا ترجمہ "ترجمان القرآن" میں نکال کر ایک ایک آیت کے ترجمہ وشرح کا ان سب سے مقابلہ کیا جائے اور پوری دقیقہ سنجی کے ساتھ دیکھا جائے کہ کون سی بات وہاں کس شکل ونوعیت میں آئی ہے اور یہاں اس نے کون سی شکل ونوعیت اختیار کرلی ہے"۔(23)

3-پیغام ربانی کو بغیر اتار چڑھاؤ کے مجسم کیا ہے: مولانا آزادؒ کے یہاں قرآن مجید اور انبیاء سابقین کی تعلیمات وہدایات کا اسلوب بیان، انداز، طریقہ خطاب اور طریقہ استشہاد واستدلال سادہ اور فطری ہوتا ہے، اس میں فطریت ہے نہ وضعیت اور آپ کا یہ یقین کامل ہے کہ وضعیت وصناعیت کے سانچے جتنے ٹوٹتے جائیں گے، قرآن کی حقیقت ابھر کر آئے گی۔ اس لیے آپؒ نے اپنے ترجمہ وتفسیر میں قرآن کے مفہوم کو بغیر کسی لیت ولعل کے انتہائی سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور کہیں بھی اپنی ادیبانہ صلاحیتوں سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن کے معانی کو الجھانے اور گنجلک بنانے کی کوشش نہیں کی ہے۔ ابو محفوظ الکریم معصومی لکھتے ہیں: "مولانا آزاد کی سب سے بڑی خصوصیت ترجمان القرآن یا پیغام ربانی کی ترجمانی میں یہ رہی ہے کہ اس کے ہمہ جہت وجوہ خطاب کو انہوں نے اپنے خاص اسلوب کے ذریعہ حتی الامکان وحی سرمدی کے خطابی اتار چڑھاؤ، لوچ لچک کو خدوخال کی رعنائیوں سمیت ترجمہ میں مجسم ومشہود کر دکھانے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ اور اس دہرے خطاب کی ہمہ گیر آفاقیت وہمہ جہت عمومیت مکانی وزمانی کو فاش کرنے مولانا کی مفسرانہ بصیرت پر امت اجابت کی رہنمائی واصلاح کے قطعی وسائل ہی روشن نہیں ہوئے ہی، بلکہ پوری امت دعوت کی فہمائش واتمام حجت کے لیے ابلاغ وترسیل کی راہوں کو ہموار کرنے کے اسباب وطرق بھی زیادہ سے منکشف اور نمایاں ہوتے چلے گئے ہیں......"۔(24)

4- تفسیر بالرائے المذموم سے اجتناب: مولانا آزادؒ نے تفسیر بالرائے المذموم سے اجتناب کرتے ہوئے اپنے ترجمہ و تفسیر کی بنیاد ترجمہ و تفسیر کے مسلمہ اصولوں پر رکھی ہے، البتہ جابجا تفسیر بالرائے المحمود سے بھی کام لیا ہے، چنانچہ ترجمان القرآن کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں: "آسمان کا کونسا گوشہ ہم پر سایہ فگن ہو گا، زمین کا کون سا چپہ ہمیں برداشت کرے جب ہم قرآن کے بارے میں بغیر لب کشائی کریں یا اپنی رائے سے زبان کھولیں گے"۔(25)

ترجمان القرآن" علماء اور مفسرین کی نظر میں: 1930ء میں جب ترجمان القرآن کی پہلی جلد چھپ کر لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی تو اس کی دھوم مچ گئی اور سب نے مولانا آزاد کی نگارش کو تحسین کی نظر سے دیکھا اور جوق در جوق اس کی خرید کی طرف متوجہ ہوئے، چنانچہ مولانا آزادؒ خود لکھتے ہیں: " شاید اردو مطبوعات کی تاریخ میں "ترجمان القرآن" پہلی کتاب ہے جسے لوگوں نے اس ذوق و عشق کے ساتھ خریدا ہو اور پڑھا ہو"۔(26) ایک اور خط میں لکھا ہے :"لوگوں کا یہ حال ہے کہ اپنی شیروانی بیچ کر "ترجمان القرآن" خریدنا چاہتے ہیں۔ ایضاً، ص: ۸۸" (27) یہ مصنف کی خود پسندی، استعجاب برائے ہی نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ترجمان القرآن کا ترجمہ اور تشریحی نوٹ بہت ہی جاندار اور موئثر ہیں۔ اور ان کی جذباتیت ہی ہر ایک کو دعوتِ نظارہ دیتی ہے کہ : جا این جا ہست

حسنِ کلام کھینچے کیوں کر نہ دامنِ دل۔

اسی جذاب و دلکش اندازِ تحریر کو دیکھ کر شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے فرمایا تھا:" ہم سوئے ہوئے تھے الہلال نے ہمیں جگایا"۔ (28) آپ کے ایک اور دوست نے آپ کے بارے میں کیا ہی خوب کہا ہے:" ابھی صرف چند تحریریں ہی آپ کی نکلی ہیں، لیکن انہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی نظر قرآن مجید اور اس کے حقائق و معارف پر کیسی وسیع و گہری ہے"۔(29) مشہور سیرت نگاری سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:"مصنف ترجمان القرآن "کی یہ دیدہ وری داد کے قابل ہے کہ انہوں نے وقت کی روح کو پہچانا اور فتنہ فرنگ کے عہد میں اس طرز روش کی پیروی کی جس کو ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ نے فتنہ تاتار میں پسند کیا ہے۔ ترجمان القرآن وقت کی اہم چیز ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کو گھر گھر پھیلا جائے اور نوجوانوں کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دی جائے"۔(30) مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ لکھتے ہیں: قرآن کریم کی عربی مبین مولانا آزاد کا انتظار کر رہی تھی کہ وہ آکر اسے اردوے مبین کے قالب میں ڈھالیں۔ ترجمان القرآن مولانا آزاد کا غیر فانونی کارنامہ ہے"۔(31) ایک اور صاحب نے یوں تبصرہ کیا ہے":اگر قرآن اردو زبان میں نازل ہوتا تو ابو الکلام کی نثر میں ہوتا"۔(32)

ابو الکلام آزادؒ کی تفسیر پر علماء کے اعتراضات اور ان کا تحقیقی جائزہ: ترجمان القرآن کی پہلی جلد جب چھپ کر منظر عام پر آئی تو کچھ علماء نے اس پر اعتراضات کیے۔ اگر اعتراضات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ تین طرح کے اعتراضات تھے :

1 ...... مولانا نے غیر مسلموں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سورہ فاتحہ کی آیت ”ایاک نعبد“ کی تفسیر چھوڑ دی ہے۔ یہ اعتراض مولانا مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے مولانا عبدالوہاب دہلوی کی زبانی نقل کیا ہے، چنانچہ اپنے ”سفر نامہ ارض القرآن“ میں لکھتے ہیں: ایک مرتبہ میں عبدالوہاب صاحب کلکتہ گیا اوران سے مولانا آزاد ملا تو میں نے تفسیر میں اس کمی کی طرف انہیں توجہ دلائی۔ انہوں نے جواب دیا کہ کتاب کا حجم بڑھ گیا تھا، اس لیے میں نے اس آیت کی تفسیر چھوڑ دی۔(33) حالانکہ اس آیت کی تفسیر اپنی جگہ پر موجود ہے، چنانچہ مولانا اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں: ”مولانا لکھتے ہیں:...... یہی وجہ ہے کہ سورہ فاتحہ میں ”ایاک نعبد وایاک نستعین“ کی تلقین کی گئی۔ اس میں اول تو عبادت کے ساتھ استعانت کا بھی ذکر کیا گیا پھر دونوں جگہ مفعول کو مقدم کیا جو مفید اختصاص ہے یعنی: صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں“۔ مولانا قاسمی ”مولانا آزادؒ“ کی مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ” اب روایت کے کس راوی کو ضعیف اور وضاع قرار دیا جائے۔(34)

2 ...... دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مولانا آزادؒ کے نزدیک نجات کے لیے صرف عقیدہ توحید کافی ہے، عقیدہ رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا آزادؒ عقیدہ رسالت کو اسلام کی اساس وبنیاد قرار دیتے ہیں۔ مولانا آزادؒ نے کلمہ شہادت کی تشریح میں جو کچھ جس وضاحت کے ساتھ لکھا ہے، وہ مذکورہ اعتراض کے جواب کے لیے کافی وشافی ہے۔ مولانا لکھتے ہیں: ” اسلام نے اپنی تعلیم کا بنیادی کلمہ جو قرار دیا ہے، وہ سب کو معلوم ہے: ”اشھدان لا الٰہ إلا اللہ، واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ“۔ اس اقرار میں جس طرح خدا کی توحید کا اعتراف کیا گیا ہے، ٹھیک اسی طرح پیغمبر اسلام کی بندگی اور درجہ رسالت کا بھی اعتراف ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ صرف اس لیے کہ پیغمبر اسلام کی بندگی اور درجہ رسالت کا اعتقاد اسلام کی اصل واساس بن جائے...... کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا کی توحید کے ساتھ پیغمبر اسلام کی بندگی اور رسالت کا بھی اقرار نہ کرلے“۔(35) اتنی صریح عبارت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ ” آزاد کے نزدیک نجات کے لیے عقیدہ توحید کافی ہے، رسالت محمدی پر ایمان لانا ضروری نہیں“ کتنی بڑی جرأت اور دیدہ دلیری ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

3...... تیسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مولانا آزادؒ ”وحدتِ ادیان“ کے قائل ہیں۔ یعنی نجات اخروی کے لیے کسی بھی دین سماوی پر ایمان لانا کافی ہے، صرف دین محمدی علیٰ صاحبھا السلام والصلاۃ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں: ” عجیب مماثلت ہے کہ جس طرح راجہ رام موہن رائے (متوفی 1833) اسلام اور مسلمانوں کی مدافعت میں تحفۃ الموحدین تالیف کی ، اس طرح گاندی جی نے مسلمانوں کی تالیف قلب کے لیے تحریک خلافت میں شمولیت اختیار کی اور وحدت ادیان کے فلسفہ کو اتنا اچھالا کہ

"مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم جیسی عظیم اور نابغہ روزگار شخصیت بھی ان کی زلف گرہ گیری کی اسیر ہو گئی"۔(36) اسی طرح کے کچھ اعتراضات کو مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے بھی "یتیمۃ البیان" میں نقل کیا ہے۔(37) حقیقت یہ ہے کہ مولانا آزادؒ "وحدتِ دین" کے قائل ہیں نہ وحدتِ ادیان کے۔ مولانا آزادؒ نے وحدتِ دین کے موضوع پر جو کچھ لکھا ہے، وہ در حقیقت حجۃ اللہ البالغۃ میں "شاہ ولی اللہ کے بیان کردہ حقائق کے مطابق ہے۔(38) مذکورہ بالا اعتراضات کی حقیقت اور پس منظر جاننے کے لیے دارالعلوم دیوبند انڈیا کے مفتی اور جامع و مرتب فتاویٰ دارلعلوم دیوبند "مفتی ظفیر الدین صاحب" کا یہ اقتباس کافی ہے۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں :"1939ء سے مسلم لیگ کا زور ہوا اور مولانا آزاد گانگریس میں تھے، تو سیاسی مخالفین نے حضرت مولانا آزاد کی شہرت کو داغدار کرنے کے لیے جہاں دوسری باتیں کیں، وہیں "ترجمان القرآن" کے مضامین پر اعتراضات بھی شروع کر دیئے۔ کلکتہ کا "عصر جدید" اس میں پیش پیش تھا۔ افسوس یہ ہے کہ صحیح اعتراضات ہوتے تو کوئی بات نہیں، غلط اور بالکل خلاف اصل اعتراضات کرنے میں بھی مخالفوں نے شرم محسوس نہیں کی۔ وہ لوگ جن کو ترجمان القرآن سے شغف نہیں تھا، بلکہ مذہبی تعلیم سے جو عوام و خواص بیگانہ تھے، ان کو مولانا آزاد سے بد ظن کرنا مقصد تھا۔ کبھی یہ لکھا کہ "وحدت ادیان کی تائید کی ہے"، کبھی کہا کہ "عبادات پر بحث سے گریز کیا ہے"، کبھی لکھا کہ "نبوت و رسالت کے قائل نہیں"، جھوٹ کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا، جس بد اندیش کے جی میں آیا، لکھا۔ مولانا آزاد اس طوفان کا جس کی کوئی اصلیت نہیں تھی، اس کا کیا جواب دیتے، خاموش رہنا ہی مناسب جانا۔ کچھ اہل علم نے بلاشبہ ان غلط اعتراضات کے جواب لکھے، مگر اچھے خاصے لوگ بھی جن کو مطالعہ کا صحیح ذوق نہیں تھا، سنی سنائی باتوں میں آ گئے۔ حالانکہ ترجمان القرآن آج بھی موجود ہے اور مخالفین کے ایک ایک اعتراض کی غلط بانیوں پر شاہد ہے۔ ادھر مولانا اخلاق حسین قاسمی نے اپنی کتاب "مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت" لکھ کر سب کا دفاع ہے اور خود ترجمان سے ایک ایک کی تردید کر دی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ظالموں نے مولانا آزاد پر کیسے کیسے غلط سلط ظلم کے پہاڑ ڈھائے ہیں اور ترجمان القرآن پر گرد ڈالنے کی سعی کی ہے اور مولانا آزاد کو بدنام کرنے کی بیجا جدوجہد کی ہے اس طبقہ میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جو اہل علم کے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں" (39) مولانا آزادؒ کی مطبوعہ کتب اور تحاریر کے امعانِ نظر سے مطالعہ، غیر جانبداری اور حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ مولانا آزادؒ کے خلاف کو جو کچھ لکھا اور کہا گیا ہے، ان کا حقیقت سے دور کا تعلق بھی نہیں اور یہ کہ ان سب کے پیچھے ان کے سیاسی مخالفین تھے جو مولانا موصوف کی سیاسی ساکھ کو گزند پہنچانے کے لیے مذہب کا استعمال کرتے تھے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ سلسلہ ہنوز بھی جاری ہے اور اس میں مزید تیزی آئی ہے۔

مولانا آزادؒ کی تفسیر ترجمان القرآن پر تین اعتراض کیے گئے ہیں:

(1) مولانا نے غیر مسلموں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سورہ فاتحہ کی آیت "ایاک نعبد" کی تفسیر چھوڑ دی ہے

(2) دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مولانا آزادؒ کے نزدیک نجات کے لیے صرف عقیدہ توحید کافی ہے، عقیدہ رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔

(3) تیسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ مولانا آزادؒ "وحدتِ ادیان" کے قائل ہیں۔ یعنی نجات اخروی کے لیے کسی بھی دین سماوی پر ایمان لانا کافی ہے، صرف دین محمدی علیٰ صاحبہا السلام والصلاۃ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔

مولانا ابو الکلام آزادؒ کا بیک وقت مؤرخ، محدث، ادیب اور مفسر قرآن تھے، قلم کی توانائی، اجتہادِ فکر، وسعت نظر، مطالعہ اور جذبہ تحقیق و تدقیق مولانا کی وہ خصوصیات ہیں جو ان کی ہر علمی اور ادبی تحریر میں نظر آتی ہیں۔ آزادؒ کا ترجمہ قرآن "ترجمان القرآن" اپنی شستگی شائستگی اور ادبی چاشنی کی وجہ سے ایک اعلیٰ علمی شاہکار ہے اور اس سے استفادہ کرنا انتہائی سہل و آسان ہے اور اس پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں، وہ حقیقت پر مبنی نہیں، بلکہ سیاسی مخالفین کے سیاسی حربے ہیں۔

خلاصہ بحث: الغرض مولانا ابو الکلام آزادؒ کا بیک وقت مؤرخ، محدث، ادیب اور مفسر قرآن تھے، قلم کی توانائی، اجتہادِ فکر، وسعت نظر، مطالعہ اور جذبہ تحقیق و تدقیق مولانا کی وہ خصوصیات ہیں جو ان کی ہر علمی اور ادبی تحریر میں نظر آتی ہیں۔ آزادؒ کا ترجمہ قرآن "ترجمان القرآن" اپنی شستگی شائستگی اور ادبی چاشنی کی وجہ سے ایک اعلیٰ علمی شاہکار ہے اور اس سے استفادہ کرنا انتہائی سہل و آسان ہے اور اس پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں، وہ حقیقت پر مبنی نہیں، بلکہ سیاسی مخالفین کے سیاسی حربے ہیں۔

References:

(1)Surah Al-Hijr, 15: 9.
(2) Surah Al-Baqarah, 2: 185, Al-Imran, 3: 4.
(3) Sura Isra'il, 17: 9.
(4) Surat al-Shu'ara ', 26: 192, 193
(5) Surah Hud, 11: 12,13.
(6) Sura A'raf, 7: 158.
(7) Sura Al-Anbiya, 21: 107.
(8) Surat al-Saba ', vol. 34:28.
(9) Surah Sad, 38:39.
(10) Surah Muhammad, 47:24.
(11)What did Kamal, Ahmad Hussain, Abul Kalam Azad say about Pakistan? Lahore: Maktab Jamal, Published: 2012, p: 151.
(12) Translator of Quran: Volume 1, Pages: 75, 76, with reference to Maulana Abul Kalam Azad's Quranic services: 87.

(13) Qurashi, Afzal Haq (Edited) "Quranic Services of Maulana Abul Kalam Azad" Lahore: Maktab Jamal, Publication: 2009, p: 14.
(14) Also
(15) Chitrali, Dr. Muhammad Habibullah Qazi, "A Critical Review of Quran Understanding in the Subcontinent" Karachi: Zamzam Publishers, Publication: 2007, p: 399.
(16) See: Abul Kalam Azad, Translator of the Qur'an Compiled by: Abul Fazl Noor Ahmad Karachi: Wisdom of the Quran Institute, Published: 2008, p 81 to 808
(17) Tarjun Ul Qur'an: Vol. 1,Page 45
(18) See:) Tarjun Ul Qur'an, Martab Abul Fazl Noor Ahmad, p: 821.
(19)p: 14.
(20) See: Three Surahs of Quran Hakim, published by Maktab Jamal Lahore Sun Publication: 2008. P 21
(21) Quranic services of Maulana Abul Kalam Azad: 31.
(22) Quranic services of Maulana Abul Kalam Azad, p: 31.
(23) Quranic Services: p. 33.
(24) Quranic services of Maulana Azad: 20.
(25) Reference Maulana Azad's Quranic Services: 21.
(26) Naqsh-e-Azad, p. 34, with reference to Quranic utterances: 34
(27) Quranic services: 34
(28) Azad, Abul Kalam, "Tazkira" Compiled by: Malik Ramlahoor, Maktab Jamal, Published: 2010, p: 15
(29) Quranic Effects: 74
(30) What Abul Kalam Azad said about Pakistan: page 19
(31) Quranic Services: 86
(32) Critical review of Qur'anic understanding in the subcontinent: 406
(33) Safarnameh Ard-ul-Quran, p: 152, reference: Quranic services: 89
(34) Quranic Services: 91
(35) Translator of the Qur'an, vol. 1, p. 119, with reference to the Qur'anic services: 94
(36) Wisdom of the Qur'an Lahore, Monthly August and July 1982, p435 .
(37)For more details see: Maulana Abul Kalam Azad's Quranic Services, Article: Maulana Akhlaq Hussain Qasmi, p. 71 to 110, Dr. Zia-ud-Din Ansari's article "Maulana Abul Kalam Azad's Concept of Unity of Religion and Its Source" , p. 176 to 193, and "Imagination of the Qur'an" by Maulana Abul Kalam Azad, edited by Dr. Syed Abdul Latif, pp. 105 to 115, published by Maktab Jamal Lahore, published in 2006.
(38) Banuri, Maulana Muhammad Yusuf. Page 110 to 125
(39) Maulana Azad's Quranic services: 35,34, translator of the Quran, p.824,825

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.